السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ آمین بالجہر کاص مقتدیوں کے واسطے بالفاظ صریح غیر محتمل المعنیین آیا کسی حدیث صحیح مرفوع متصل الاسناد سے ثابت ہے یا نہیں اورامام پر قیاس کرنا قیاس مع الفارق ہے اس لیے کہ امام بہت سی چیزوں کو بالجہر کہتا ہے، مثلاً تکبیر وقرأت وسلام وغیرہ آیا کسی حدیث سے یہ بات ثابت ہے یا نہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے پیچھے کسی مقتدی نے آمین بالجہر کہی ہے یا نہیں؟

سوال دوم۔ آمین بالجہر علی الخصوص نمازجہری میں کیوں خاص کی گئی ہے آیا کسی حدیث صحیح مرفوع سے تخصیص صلوۃ جہری ونفی صلوۃ سری کی بصراحت تمام وارد ہے یا نہیں اگر وارد ہے توبراہ مہربانی دونوں سوالوں کا جواب حدیث مرفوع متصل الاسناد سے مع روایت واسامی کتب کے تحریر فرمایا جائے، بدرجہ تنزل میں اس کی بھی اجازت دیتا ہوں کہ حدیث حسن یا ضعیف قابل عمل ہی سے لکھا جائے، واضح رہے کہ آثار صحابہ سے استدلال نہیں چاہتا ہوں۔

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ

الحمد للہ، والصلاة والسلام علی رسول اللہ، أما بعد!

ہاں آمین بالجہر خاص مقتدیوں کے واسطے بالفاظ صریح غیر محتمل المعنیین ایسی حدیث صحیح، مرفوع، متصل الاسناد سے ثابت ہے جس کیصحت پر تمام علماء اہلسنت والجماعت کا اتفاق ہے، یعنی حدیث متفق علیہ سے ثابت ہے، وہ حدیث یہ ہے۔ عن[1] ابی ہریرۃ ان رسول اللہ علی اللہ وآلہ وسلم قال اذاقال الامام غیر المغضوب علیھم ولاالضالین فقولوا امین فانہ من وافق قولہ قول الملائکۃ غفرلہ ماتقدم من ذنبہ اخرجہ البخاری ومسلم واللفظ للبخاری۔ اس حدیث میں لفظ فقولوا کا مصدر قول ہے جو متضمن معنیین یامعانی چند کا ہرگز نہیں ہے کیونکہ قول کے معنی لغت میں صرف گفتن کے ہیں، پس معلوم ہوا کہ لفظ قولوا مشترک نہیں ہے اورجب مشترک نہیں ٹھہرا تو محتمل معنیین کا نہیں ہوسکتا، غایت مافی الباب لفظ قول چونکہ مطلق ہے اس وجہ سے اس کے افراد نکلیں گے اورکم ازکم اس کے دوفرد نکلیں گے، قول بالجہر وقول بالسر، پس اس حدیث متفق علیہ سے جومرفوع متصل الاسناد اورنہایت صحیح ہے، آمین بالجہر مقتدیوں کے واسطے بالفاظ صریح غیر محتمل المعنیین ثابت ہوا اوراس حدیث سے یہ بھی ثابت ہوا کہ رسول اللہ ﷺ کے پیچھے مقتدی آمین بالجہر کہتے تھے، کیونکہ لفظ قولوا کے اصل مخاطب صحابہ رضی اللہ عنھم ہیں جو آپ کے پیچھے نماز پڑھتے تھے اورآپ کے حکم کی تعمیل کےلیے جان سے حاضر رہتے تھے اگر تم یہ کہو کہ جب قول مطلق ہے اوراس کے دوفرد ہیں، قول بالجہر وقول بالسر، تواس حدیث سے جیسے مقتدیوں کےلیے آمین بالجہر کہنا صراحةً ثابت ہوتا ہے اسی طرح ان کےلیے آمین بالسر کہنا بھی صراحةً ثابت ہوتا ہے کیونکہ اس حدیث میں لفظ قولوا مطلق واقع ہے اوربالجہر یابالسر کی قید نہیں ہے توجواب اس کا یہ ہے کہ جب لفظ مطلق علی الاطلاق بلاکسی قید کے استعمال کیا جاتا ہے تواس مطلق سے اس کا فرد کامل مراد ہوتا ہے اورفرد ناقص مراد نہیں ہوتا ہے اوریہ قاعدہ فقہاء نے حنفیہ کے نزدیک بھی مسلم ہے، علامہ صدر الشریعت توضیح میں تحریر فرماتے ہیں۔ لان[2] المطلق لایتناول رقبۃ وھوفائیت جلس المنفعۃ وھذا ماقال علماء ونا ان المطلق ینصرف الی الکامل انتہی اورعلامہ محب اللہ البہاری مسلم الثبوت میں لکھتے ہیں۔ فانتقال[3] الذھن من المطلق الی الکامل ظاھرا انتہی اورملاجیون نورالانوار میں لکھتے ہیں۔ ولنا[4] فی ھذا المقام ضابطتان احدھما ان المطلق یجری علی اطلاقہ والثانیۃ ان المطلق ینصرف الی الفرد الکامل فالاول فی حق الاوصاف کالایمان والکفر والثانی فی حق الذات کالزمانۃ والعمی انتہی مختصرا۔ ان تمام عبارات سے صاف ظاہر ہوا کہ جب مطلق کا استعمال بلاکسی قید کے ہوتا ہے تواس کا صرف وہی فرد مراد ہوتا ہے جو کامل ہوتا ہے اوربالکل ظاہر ہے کہ مطلق قول کے دونوں فرد قول بالجہر وقول بالسر میں سے قول بالجہر ہی فرد کامل ہے اورمطلق قول سے اسی قول بالجہر ہی کی طرف ذہن منتقل ہوتا ہے بناء علیہ حدیث مذکور میں لفظ فقولوا آمین سے آمین بالجہر کا مراد ہونا متعین ہے اورمطابق قاعدہ مذکورہ کے آمین بالسر مرادلینا جائز نہیں ہے۔

اوردوسرا جواب یہ ہے کہ عندالحنفیہ یہ قاعدہ مسلم ہوچکا ہے کہ قول صحابی یاعام کا مخصص ہوتا ہے، مسلم الثبوت میں ہے: فعل[5] الصحابی العادل العالم مخصص عندالحنفیۃ والحنابلۃ خلافاللشافعیۃ والمالکیۃ انتہی مختصرا۔ اوراہل علم پر مخفی نہیں ہے کہ صحابہ رضی اللہ عنہم کا فعل آمین بالجہر ہی تھا، امام کے پیچھے صحابہ رضی اللہ عنہم آمین بالجہر ہی کہا کرتے تھے، صحیح بخاری میں ہے: امن[6] ابن الزبیر ومن وراء ہ حتی ان المسجد للجۃ وکان ابوھریرۃ ینادی الامام لاتفتنی بامین۔ فتح الباری میں ہے۔ وصلہ[7] عبدالرزاق عن ابن جریج عن عطاء قال قلت لہ اکان ابن الزبیر یؤمن علی اثر ام القرآن قال نعم ویؤمن ورائہ حتیان للمسجد للجۃ ثم قال انما امین دعاء قال وکان ابوھریرۃ یدخل المسجد وقد قام الامام فینادیہ فیقول لاتسبقنی بامین وروی البیھقی من وجہ اخر عن عطاء قال ادرکت ماتین من اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فی ھذا المسجد اذاقال الامام ولاالضالین سمعت لھم رجۃ بامین۔ پس جب ثابت ہوا کہ صحابہ امام کے پیچھے آمین بالجہر کہتے تھے توصحابہ کا یہ فعل مطابق قاعدہ مذکورہ حنفیہ کے حدیث مذکور میں لفظ فقولوا امین کا مخصص ہوگا یعنی اس سے صرف آمین بالجہر مراد ہوگی اوراپنی آثار صحیحہ سے یہ بھی ثابت ہوا کہ صحابہ رضی اللہ عنہم رسول اللہ ﷺ کے پیچھے آمین بالجہر کہتے تھے کیونکہ یہ بات غیر معقول ہے کہ صحابہ رضی اللہ عنہم رسول اللہ ﷺ کے پیچھے آمین بالجہر نہ کہیں اورابن زبیر رضی اللہ عنہ وغیرہ امام کے پیچھے آمین بالجہر کہیں اوریہاں واضح رہے کہ کسی صحابی سے آمین بالسر کہنا بسند صحیح ثابت نہیں ہے اوربعض آثار جوآمین بالسر کے بارے میں منقول ہیں وہ ضعیف ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

جواب سوال دوم۔ احادیث سے صرف نمازجہری میں آمین بالجہار کہنا ثابت ہے اورنمازسری میں آمین بالجہر کہنا ثابت نہیں ہے، اسی لیے آمین بالجہر نمازجہری کے ساتھ خاص کی گئی ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ حررہ السید محمد (عبدالحفیظ غفرلہ (سید محمد نذیر حسین

ھوالموفق:

بیشک حدیث متفق علیہ مذکورہ سے صاف اورصحیح طورپر مقتدیوں کے واسطے آمین بالجہر ثابت ہے، امام بخاری نے مقتدی کے واسطے آمین بالجہر کےلیے باب بایں لفظ منعقد کیا ہے۔ باب جہر الماموم بالتامین اوراس باب میں اسی ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث مذکور کوذکر کیا ہے، حافظ ابن حجر فتح الباری میں لکھتے ہیں:

زین بن منیر کہتے ہیں، کہ حدیث سے ترجمہ باب کی مناسبت کئی طرح سے ہے ، حدیث میں آمین کہنے کا حکم ہے اور قول کے ساتھ جب خطاب مطلق واقع ہو ، تو اسے جہر پر محمول کیا جاتا ہے اور اگر اس سے سر مراد ہو، تو اسے مقید طور پر بیان کیا جاتا ہے ، دوسرا یہ کہ آپ نے قال کے مقابلہ میں قولوا فرمایا ہے اور جب قول ، قول کے مقابل ہو تو اس سے وہی کیفیت مراد ہوتی ہے جو پہلے کی ہو، توجب امام ولاالضالین بلند آواز سے کہے گا تو آمین بھی بلند آواز سے ہوگی، تیسری یہ کہ قولوا کا لفظ مطلق واقع ہوا ہے اور اس پر جہر کی صورت میں عمل ہوا ہے تو مطلق پر جب ایک صورت میں عمل ہوجائے تو وہ بالاتفاق دوسری صورت میں حجت نہیں رہتا چوتھی یہ کہ مقتدی کو امام کی اقتدا کا حکم ہے اور چونکہ امام جہرے سے قرأت کرتا ہے ، لہٰذا مقتدی بھی جہر سے آواز کہے گا اس پر یہ اعتراض ہوسکتا ہے کہ امام قرأت جہر سے کرتا ہے اور مقتدی جہر سے نہیں کرتا تو اس کا جواب یہ ہے کہ قرأت بلند آواز سے نص صریح سے بند ہوگئی لیکن آمین چونکہ قرأت نہیں تھی وہ اپنے حال پر باقی رہی اور اس سے پہلے گذر چکا ہے کہ ابن زبیر اور ان کے مقتدی بلند آواز سے آمین کہتے تھے ۔ عطاء کہتے ہیں کہ میں نے دو سو صحابہ کو اس مسجد میں بلند آواز سے آمین کہتے دیکھا ہے ، مسجد کانپ جاتی تھی، امام شافعی کے نزدیک مقتدی بلند آواز سے آمین کہے ، رافعی کہتے ہیں کہ اکثر اس مسئلہ میں دو قول بیان کرتے ہیں ان سے زیادہ صحیح یہ ہے کہ بلند آواز سے آمین کہے ۔''

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب امام غیر المغضوب علیہم ولاالضالین کہے تو تم آمین کہا کرو جس کا قول فرشتوں کے موافق ہوجائے گا اس کے پچھلے گناہ بخشے جائیں گے ۔ [1]

اس لیے کہ مطلق ایسے غلام کو شامل نہیں ہوگا جس میں نفع کی جنس مفقود ہو، ہمارے علماء نے کہا ہے کہ مطلق فرد کامل کی طرف پھرتا ہے ۔ [2]

ذہن کا مطلق سے فرد کامل کی طرف پھرنا ظاہر بات ہے ۔ [3]

ہمارے اس مقام میں دو قاعدے ہیں ، ایک یہ کہ مطلق اپنے اطلاق پر جاری ہوتا ہے اور دوسرا یہ کہ مطلق فرد کامل کی طرف پھرتا ہے ، پس پہلا تو صفات کے حق میں ہے ، جیسے ایمان اور کر اور دوسرا ذات کے حق میں ہے [4] جیسے نابینا ہونا وغیرہ ۔

عادل ، عالم صحابی کا فعل حنفیوں اور حنبلیوں کے نزدیک حدیث مطلق کا مخصص ہے ، برخلاف شافعیہ اور مالکیہ کے ۔ [5]

ابن زبیر اور ان کے مقتدیوں نے آمین کہی تو مسجد گونج اٹھی ، حضرت ابوہریرہؓ امام کو آواز دیا کرتے تھے کہ مجھے آمین کہہ لینے دینا ۔ [6]

ابن جریج کہتے ہیں کہ میں نے عطاء سے سوال کیا ، کیا عبداللہ بن زبیرؓ آمین کہا کرتے تھے کہا ہاں ، آپ کے مقتدی بھی آمین کہتے تھے تو مسجد گونج اٹھتی تھی ، پھر فرمایا کہ آمین دعا ہے اور فرمایا کہ ابوہریرہؓ مسجد میں آتے اور جماعت [7] کھڑی ہو چکی ہوتی تو امام کو آواز دیتے ''میری آمین ضائع نہ کرنا ، عطاء کہتے ہیں کہ میں نے دو سو صحابہؓ کو اس مسجد میں اس حال میں دیکھا کہ جب امام ولاالضالین کہتا ، تو ان کے آواز سے مسجد کانپ جاتی ۔

فتاوی نذیریہ

جلد01